رسائل و مسائل

یہ ذلّت و مسکنت کیوں؟

سوال:- میں نے ترجمان القرآن ماہ شوال کا مطالعہ کیا ہے۔ میں اپنے جذبات کا اظہار کرنے سے قاصر ہوں۔ کہ اس کے ہر مضمون نے مجھے بے حد متاثر کیا ہے۔ اس سے پہلے میں گمراہی کی جانب بھٹک رہا تھا۔ اور اپنی قوم کی ساری بیماریوں کا علاج ایک اجنبی شفاخانے میں ڈھونڈ رہا تھا۔ لیکن تھا یہ مجبوری کی وجہ سے!

میں تسلیم کرتا ہوں۔ کہ ہمارا اسلام ایک ایسا مکمل نظام ہے۔ جو ہر زمانے میں اور زندگی کے تمام شعبوں میں انسانی زندگی کے توازن کو قائم رکھ سکتا ہے۔ مگر میں دیکھ رہا ہوں کہ آج نہ صرف پاکستان اور ہندوستان میں، بلکہ ساری دنیا میں اس دین برحق کے پیرو نیم جاں ہو کر دم توڑ رہے ہیں۔ ایسی حالت میں اگر ہم لوگ اس اصول کی اشاعت و تبلیغ کی کوشش کریں۔ تو فطرتاً یہ سوال پیدا ہوتا ہے۔ کہ اگر یہ نظام برحق ہے (اور یقیناً برحق ہے) تو اس کے نام لیواؤں کی حالت کیوں بد سے بدتر ہوتی چلی جا رہی ہے؟

میں قنوطیت کا قائل نہیں ہوں۔ اور یہی وجہ ہے۔ کہ باوجود ایک ہولناک انقلاب سے گذرنے کے میں یقین کرتا ہوں کہ موجودہ تاریک دور ختم ہو کے رہے گا۔ اس تاریکی میں امید کی ایک ہلکی سی کرن "جماعت اسلامی" سے نمایاں ہو رہی ہے۔ ایک مدت سے میں خود جویا تھا کہ کیا ہمارے ملک میں کوئی ایسی جماعت اور ادارہ ہے جو صراط مستقیم کی طرف ہم سب کو لے چلے اور صالح قیادت کو بروئے کار لانے کا فریضہ ادا کر سکے۔ میری نگاہ میں بجز اس جماعت کے اور کوئی نہیں جو پیش نظر مقصد کے لئے مناسب ہو۔ کیا میں امید کروں۔ کہ آپ لوگ اس خاکسار کو اپنے ساتھ لے کر خدمت دین کا شرف بخشیں گے؟

جواب:- آپ کے تاثرات کو معلوم کر کے مسرت ہوئی۔ ایک صالح الفطرت آدمی کی بڑی علامت یہی

ہوتی ہے۔ کہ وہ چاہے ساری عمر بھٹکتا پھرا ہو لیکن جونہی کوئی نشانِ ہدایت اس کے سامنے آتا ہے۔ وہ اس کی طرف بے تابانہ لپکتا ہے۔ جیسے پیاسا پانی دیکھ کے اس کی طرف اضطراراً بڑھتا ہے۔ ایسے لوگ ہدایتِ الٰہی سے بالعموم محروم نہیں رکھے جاتے۔ خدا آپ کو دینِ حق کے شعور سے بہرہ ور کرے جس کے بغیر زندگی، زندگی نہیں ہے۔

اسلام کے نام لیوا دلی پر دنیا میں جو کچھ گذر رہی ہے کون بدبخت مسلمان ایسا ہو گا جس کا دل اس صورت حال پر نہ کڑھتا ہو۔ لیکن یقین جانیئے کہ نظامِ قدرت جس عدل و انصاف پر چل رہا ہے۔ یہ سب کچھ عین اسی عدل و انصاف کے تحت ہو رہا ہے۔ اور کوئی طاقت ایسی نہیں ہے جو اللہ کے قانونِ عدل کے نفاذ میں حائل ہو سکے!

خدا کے انبیاء نے جہاں کہیں بھی دعوت دی ہے۔ ان کی پوری جدوجہد ایک ایسی جماعت کو منظم کرنے کے لئے تھی جو کرہ ومیش کے لئے مشعل بردارِ ہدایت بن کر امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا فریضہ انجام دے، یا دوسرے الفاظ میں شہادت علی الناس کی خدمت کا بیڑہ اٹھائے۔ انبیاء نے ہمیشہ کُوْنُوْٓا اَنْصَارَ اللّٰہِ کی صلائے عام دیکر ایک "حِزْبُ اللّٰہ" مرتب کرنے کی کوشش کی ہے اور اس حزب اللہ یا خدا کے لشکر کا مقصدِ وجود یہ تھا کہ یہ افراد، جماعتوں، قوموں، ملتوں اور سلطنتوں کو خدا ناشناسی اور فسق و فجور سے ہٹا کر خدا پرستی اور راستی و عدل کی بنیادوں پر استوار کرے۔ اور اس عالمگیر مہم میں اپنی جانوں اور مالوں کی پوری پوری بازی لگا دے۔ یہ اللہ کی سپاہ خود اللہ کی مطیع فرمان ہو۔ اور دوسروں کو اس کا مطیع فرمان بنائے۔ اور اللہ کی سلطنت میں جو طاقت بھی باغیانہ اور سرکشانہ رویّہ اختیار کرے، اس کا زور توڑ دے، یہاں تک کہ "یَکُوْنَ الدِّیْنُ کُلُّہٗ لِلّٰہِ" ! ـــــ زندگی میں طاعت اور وفاداری ساری کی ساری صرف اللہ ہی کے لئے رہ جائے۔

اس فوج میں شرکت کرتے ہوئے ہر فرد عالم کائنات سے ایک معاہدہ کرتا تھا جس کے معنی آج بھلائے جا چکے ہیں لیکن جس کے الفاظ مسلمان قوم کے ذہن سے کھرچ کر بھی الگ نہیں کئے جا سکتے یہ کلمہ طیبہ اور کلمہ شہادت جو آج ہم آپ ادا کرتے ہیں۔ اور اذانوں اور نمازوں میں اسے بار بار دہراتے ہیں یہ ایک عہد ہے جس کی ذمہ داریاں نگاہوں سے اوجھل ہو چکی ہیں۔ اس معاہدے کی وسعتِ مفہوم کو قرآن میں یوں واضح

کیا گیا ہے:۔

اِنَّ اللّٰہَ اشْتَرٰی مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ اَنْفُسَھُمْ وَاَمْوَالَھُمْ بِاَنَّ لَھُمُ الْجَنَّۃَ	اللہ نے جنت کے بدلے میں مومنین سے ان کی جانوں اور مالوں کا سودا کر لیا ہے۔ (کہ وہ اپنا سب کچھ اللہ کی راہ میں صرف کریں گے)

پھر اس معاہدے کو پورا کرنے کی صورت میں اللہ تعالیٰ نے اپنی نصرت و تائید کا یقین دلایا کہ:۔

ان تنصروا الله ینصرکم	اگر تم خدا (کے دین) کی مدد کرو گے۔ تو اللہ تمہاری مدد کرے گا۔

پھر خیر و شر یا کفر و اسلام کی کشمکش میں حق کی کامیابی کی ضمانت دی کہ:۔

کتب الله لاغلبن انا و رسلی، ان الله قوی عزیز	اللہ نے یہ (قطعی فیصلہ) قلمبند کر دیا ہے کہ لازماً میں اور میرے رسول ہی (حق و باطل کی جنگ میں) غالب رہیں گے۔ بلاشبہ اللہ تعالیٰ قوت و غلبہ رکھنے والا ہے۔

یہاں تک کہ زمین میں تمکن و غلبے کا اور منصب خلافت پر فائز کرنے کا وعدہ بھی کھول کر فرمایا کہ:

وعد الله الذین اٰمنوا منکم وعملوا الصلحت لیستخلفنھم فی الارض کما استخلف الذین من قبلکم	اللہ نے تم میں سے (صحیح معنوں میں) ایمان لانے والوں اور عمل صالح پر کاربند ہونے والوں کو یہ وعدہ دیا ہے۔ کہ وہ ان کو اسی طرح زمین میں خلافت دے گا جیسے اس نے تم سے پہلوں کو دی تھی۔

اس امداد و نصرت اور تائید کا وعدہ بنی اسرائیل کو جب دیا گیا تھا تو ان سے تفصیلاً یہ شرائط طے ہوئی تھیں کہ:۔

وقال الله انی معکم لئن اقمتم الصلوۃ واتیتم الزکوۃ وامنتم	اور (وعدہ دیتے ہوئے) اللہ نے ان سے کہا کہ میں تمہاری پشت پناہی کروں گا بشرطیکہ تم نے نماز کو قائم

برسلی وعزرتموهم و
اقرضتم الله قرضا حسنا
لاکفرن عنکم سیاتکم
ولادخلنکم جنت تجری
من تحتها الانهار......
...ومن کفر بعد ذلک
منکم فقد ضل سواء
السبیل۔ فبما نقضهم
میثاقهم لعنهم وجعلنا
قلوبهم قسیة۔ یحرفون
الکلم عن مواضعه
ونسوا حظا مما ذکروا
به ولا تزال تطلع علی
خائنة منهم الا قلیلا
منهم، فاعف عنهم
واصفح، ان الله یحب
المحسنین ط

کیا، زکوٰۃ دی، میرے رسولوں پر ایمان لائے اور (ان کے
مشن کو کامیاب کرنے کی جدّوجہد میں حصّہ لیکر) ان کی
مدد کی، اور (اللہ کے دینِ برحق کو غالب کرنے کے
لئے) اللہ کو (جان و مال کی صورت میں) قرضِ حسنہ
دیا۔ (پھر یقین رکھو) کہ میں ضرور ہی تم سے
گناہوں کو مٹادونگا۔ اور تم کو ضرور ہی اس جنت میں جگہ
دونگا جس میں نہریں بہتی ہیں ـــــ اور اس معاہدے
کے بعد تم میں سے جس نے روگردانی کی۔ وہ (سمجھ لے)
کہ بھٹک کر ٹیڑھے راستے پر پڑ گیا۔ پھر (بنی اسرائیل)
کے اس معاہدے سے پھر جانے کی وجہ سے ہم نے
ان پر لعنت برسائی (جس کی وجہ سے) ہم نے ان
کے قلوب کو ایسا سنگین کردیا کہ وہ (ہماری کتابوں
کے) آیات و احکام کو ان کے صحیح محل سے ہٹاتے
ہیں۔ اور جس دین کی ان کو تعلیم دی گئی تھی۔ اس کے
ایک حصّے کو بھلا چکے ہیں ـــــ اور یہی وجہ ہے
کہ کوئی لمحہ ایسا نہیں جاتا کہ تم کو انکی کسی نہ کسی خیانت
کی اطلاع نہ ملتی ہو۔ ہاں ان میں سے تھوڑے ہیں،
جنہیں مستثنیٰ کیا جاسکتا ہے۔ سو (اے نبی صلعم!)
آپ ان سے درگزر کریں۔ اور نرمی برتیں۔ بلا شبہ اللہ
احسان کرنیوالوں کو پسند کرتا ہے۔

یہ آیت ایک آئینہ ہے جس میں بنی اسرائیل ہی نہیں ہم بھی اپنے چہرے کے حسن و قبح کو دیکھ سکتے ہیں۔ اس

میں یہ بات صاف کہہ دی گئی ہے۔ کہ جو لوگ معاہدے کی عملی شرائط پر کاربند رہیں، صرف وہ اس کے مستحق ہیں کہ اللہ کی معیّت و نصرت ان کو حاصل ہو۔ رہے وہ جو معاہدہ باندھ کے اس کی شرائط کو توڑیں تو وہ رحمت الٰہی سے دوری ہی کے مستحق ہوسکتے ہیں۔ آپ سوچیئے کہ جو نقشہ اس آیت میں کھینچا گیا ہے کیا وہی جوں کا توں آج نگاہوں کے سامنے نہیں ہے؟

یہ ایک سادہ سی حقیقت ہے۔ کہ ہر حکومت اپنی فوج کی نگہبان ہوتی ہے اور ایک ایک سپاہی کی خاص قدر و منزلت اس کی نگاہ میں ہوتی ہے لیکن اسی صورت میں کہ فوج وفادار سپاہیوں پر مشتمل ہو لیکن اگر فوج بے عمل ہو۔ اور حکومت سے باغی ہو جائے۔ تو پھر اس کا حشر باغیوں ہی کا سا ہوتا ہے۔ اور حکومت کی امداد اور اس کی نگہداشت ختم ہو جاتی ہے۔ آپ دیکھتے ہیں کہ کس طرح آپ کی سرکاری پولیس کا ایک ادنیٰ سپاہی یکہ و تنہا بستیوں اور جنگلوں میں گھومتا ہے۔ اور کس بیباکی سے مجرمین پر ہاتھ ڈالتا ہے؟ یہ محض اس وجہ سے کہ وہ جب تک حکومت کا دیانتدار خادم ہے۔ وہ سمجھتا ہے کہ ریاست کی ساری مشینری اس کی پُشت پر ہے۔ لیکن کوئی سپاہی اگر پولیس لائن سے مفرور ہو جائے، اگر افسروں سے باغی ہو جائے، اگر چوروں اور ڈاکوؤں سے جا ملے۔ تو پھر ایک دم وہ دیکھے گا کہ حکومت کی ساری مشینری اس کے خلاف ہو گئی ہے اور اس کے ساتھ ساتھ عام پبلک بھی اس کی عزت کرنے کی بجائے اس کی سرکوبی پر تیار ہے۔

اب لیجئے اپنی حالت کو۔ ہم لوگ دنیا میں اعداد و شمار کے لحاظ سے کم از کم ستاون کروڑ سپاہیوں کی ایک فوج ہیں۔ اور فوج بھی زبانی دعوے کے لحاظ سے حاکم کائنات کی! لیکن اس فوج کا حال کیا ہے؟ یہ اپنا مقصد وجود بھول چکی ہے، یہ ڈسپلن کو ختم کر چکی ہے، یہ بھرتی کے بنیادی معاہدے تک کا مفہوم ذہن سے نکال چکی ہے، یہ اپنی مقررہ ڈیوٹیوں سے بے نیاز ہو چکی ہے۔ لیکن اتنا ہی نہیں، حال یہ ہے۔ کہ اس کے بیشمار سپاہی وہ ہیں۔ جو اس حاکم کے وجود تک پر شبہ کرتے ہیں جس کی فوج میں بھرتی ہوئے تھے، پھر وہ ہیں جو اس مقصد کو برحق تسلیم نہیں کرتے جس کے لئے فوج قائم ہوئی تھی۔ پھر وہ ہیں جو ان ضوابط اور ان شرائط کا اور ان پر عمل کرنے والوں کا مذاق اڑاتے ہیں، جو معاہدہ میں اپنے حاکم سے طے کر چکے ہیں۔ پھر وہ ہیں جو خدائی فوج میں نام درج کرنے کے بعد عین اس کے دشمنوں اور باغیوں کے پاس اپنی خدمات فروخت

کرتے پھرتے ہیں۔ اور پھر سب کے سب منتشر اور بے نظم ہو کر زمین کا بوجھ بنے ہوئے ہیں۔

کیا آپ سمجھتے ہیں۔ کہ حکمرانِ کائنات ایسی فوج کا بھتہ ڈبل کردیگا؟ کیا ایسی فوج دنیا کے قلعے سر کرے گی؟ کیا ایسی فوج کو بہادری کے انعامات اور تمغے ملنے چاہئیں؟ کیا ایسی فوج کو اس کے کارناموں پر خطابات اور اعزازات عطا ہوں گے؟ کیا ایسی فوج کو حکومتِ آفاق کے جملہ ذرائع و وسائل کا تعاون حاصل ہونا چاہیے؟ ——— اگر آپ ایسا سمجھتے ہیں تو یقین جانیئے کہ آپ نے اس نظامِ عدل کو نہیں سمجھا جس کے مطابق خدا تعالیٰ قوموں اور اُمّتوں سے معاملہ کرتا ہے۔

اللہ کو دوّنی والے ممبروں کی کثرتِ تعداد کی ضرورت نہیں۔ اس کو تو صرف اطاعت و وفاداری مطلوب ہے۔ اس کے دین کا قیام محض "نام لیواؤں" کے ذریعے نہیں ہو سکتا۔ بلکہ ایمان و عمل صالح رکھنے والوں کے ذریعے ہو سکتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جس آسمان کے نیچے دنیا میں دو دو لاکھ کی تعداد رکھنے والی جماعتیں طوفان بپا کئے ہوئے ہیں۔ عین اسی آسمان کے نیچے ستاون کروڑ کی فوج ہر گوشہ زمین پر مار کھا رہی ہے، آبروئیں لٹا رہی ہے، تذلیل و تحقیر کا نشانہ بن رہی ہے۔ گھروں سے بے گھر ہو رہی ہے۔ قانون اور لاقانونی سے کچلی جا رہی ہے۔ روٹی کے ایک ایک ٹکڑے کے لئے ایمان اور ضمیر بیچتی پھرتی ہے شکستوں پر شکستیں کھا رہی ہے۔ بلکہ یوں کہیئے کہ جینے کے اور سارے جتن کر رہی ہے۔ لیکن ایک نہیں کر رہی۔ تو صرف خدا سے وفاداری کو بحال کرنے کا اہتمام نہیں کر رہی!

ہم بالفرض ستاون کروڑ نہ ہوتے، دو کروڑ ہوتے۔ ستاون لاکھ ہوتے، ستاون ہزار ہی ہوتے، لیکن اپنے معاہدے پر قائم۔ اس کی شرائط کے پابند، اپنے مقصدِ وجود کے فدائی، اپنے نصب العین کے لئے سرگرم، اپنے فرائض کی ادائی کے لئے اعتصام بحبل اللہ سے منظم ہوتے۔ تو ہم دنیا میں تہلکہ مچا رکھنے کے لئے کافی ہوتے۔ پھر ہماری عزت، ہماری حفاظت، ہماری فتح، اور ہماری کامیابی کا ضامن خود حکمرانِ کائنات ہوتا اور اس کی کائنات کی پوری محسوس اور غیر محسوس قوتیں ہمارے ساتھ ہوتیں۔

خدا کا اور خدا کے دین کا نام لیوا بن کر، اس کی حکومت کو تسلیم کر کے اور اس کی نوکری کا جوا گردن پر رکھ لینے کے بعد پھر اس سے مذاق کرنا اور اس کے احکام کو ٹھکرانا اور اس کے دیئے ہوئے نظامِ زندگی

سے انحراف کرنا وہ خوفناک جرم ہے جو "ضالین" کی سطح سے بھی گرا کر "مغضوب علیہم" کے گڑھے میں جا گراتا ہے۔ اس قسم کی کھلی بغاوتوں کا انجام ہمیشہ "ضربت علیھم الذلۃ والمسکنۃ" کی صورت میں رونما ہوتا ہے۔ اور خدا ہم سب کو اس سے بچنے کی توفیق دے۔

مایوس ہونا صرف ان لوگوں کا کام ہے جن کے سامنے اللہ تعالیٰ کی ہستی اور اس کے قوانین اور وعدوں کی صداقت کا یقین نہ ہو۔ ہم لوگ تو صرف یہ سمجھ کے کام کرنے اٹھے ہیں کہ ہم پر ہمارے خالق و مالک کی طرف سے کچھ ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں اور انہیں پورا کئے بغیر اس کی سلطنت میں رہنے اور اس کے خزائن رزق سے فائدہ اٹھانے کا حق ہمیں نہیں پہنچتا۔ اور یہ سمجھ کر کہ اس کی اطاعت کرنے کی صورت میں اس کی نصرت و تائید بہر حال ہمارے ساتھ ہے۔

جماعت اسلامی ایک طرف ملت اسلامیہ کے منتشر سپاہیوں کو ان کے بنیادی معاہدے کا شعور اور ان کے اصل مقصد کا احساس دلا کر دوبارہ ایک نظم میں سمیٹنے کی جدوجہد کر رہی ہے۔ تاکہ پہلے اپنے ملک میں اور پھر باقی دنیا میں وہ اقامت دین کی مہم سر کر سکے۔ اور دوسری طرف اس کی عام دعوت ہر انسان کے لئے یہ ہے کہ "اعبدوا اللہ ما لکم من الٰہ غیرہ" پس اس کے دروازے نوع انسانی کے ہر فرد کے لئے کھلے ہیں۔

آپ اگر اقامت دین کے کام میں ہم سے پورا پورا تعاون کرنا چاہتے ہیں۔ تو براہ کرم وقت نکال کر جماعت کے لٹریچر کو ایک مرتبہ پوری طرح پڑھ لیجئے۔ تاکہ دعوت و مقصد کا ہر پہلو آپ کے سامنے آ جائے اور آپ اندازہ کر لیں کہ کن نازک ذمہ داریوں کا بار آپ کو اٹھانا ہوگا۔